باب۔06

اِنِ الْحُکمُ اِلاَّ لِلّٰہِ

☆ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ ۔

ترجمہ: روزِ جزا کا مالک ہے۔(سورۃ الفاتحہ: آیت 3)

☆ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلَّهِ الْحَقِّ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَخَيْرٌ عُقْبًا ۔

ترجمہ: اُس وقت اللہ برحق ہی کی (بادشاہی اور) حکومت رہے گی۔ وہ بدلہ دینے کے لحاظ سے بھی اچھا ہے اور انجام دینے کے لحاظ سے بھی اچھا ہے۔(سورۃ الکھف: آیت 44)

اللہ ہم سب کا مالک ہے۔ جزا و سزا دینے والا ہے۔ کس کے احکام کے مطابق؟۔۔۔ اپنے احکام کے مطابق۔ اُن احکام کے مطابق جو اس کے رسول کے توسط سے ہم تک پہنچے۔ اسلام میں حکم دینا صرف اللہ ہی کا حق ہے۔

مسلم حکمِ الٰہی میں ایسا جکڑا ہوا ہے کہ بے حکمِ شرع کوئی حرکت نہیں کر سکتا۔ وہ غیبت نہیں کر سکتا۔ وہ جھوٹ نہیں بول سکتا۔ کلماتِ کفر نہیں بک سکتا۔ جو جانور حرام کر دیئے گئے ہیں ان کو نہیں کھا سکتا۔ حتیٰ کہ رمضان شریف کے دنوں میں عام کھانا بھی، جب تک مغرب کا وقت نہ آ جائے، نہ کھا سکتا ہے نہ پی سکتا ہے۔ چنانچہ مسلمان کا فعل اللہ کے تابع رہتا ہے۔ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، یعنی یقینا میری نماز میرے عباداتِ حج میرا مرنا اور جینا سب اللہ رب العالمین کے لیے ہے، (سورۃ الانعام: آیت 162) ۔

کیا کافر اور مسلمان مل کر ایک مشترک قوم بنا سکتے ہیں؟۔۔۔ نہیں ہرگز نہیں۔ یہ نظریۂ اکثریت کا دام ہے جس سے کفار، نادان مسلمان یا قوم فروش اشخاص کو پھانستے ہیں۔ ذرا غور کرو کہ قوم کی حکومت افراد پر رہتی ہے۔ افراد کی جان و مال سب قوم کی ملکیت رہتی ہے۔ جو حکم وہ دے، وہ واجب التعمیل ہوتا ہے۔ افراد چند آدمیوں کو پارلیمنٹ کے لیے منتخب کرتے ہیں۔ اختلافی مسائل پر دست شماری ہوتی ہے یعنی ہاتھ گنے جاتے ہیں۔ اور پھر اکثریت پر احکام دیئے جاتے ہیں۔ مسلمان بھلا اِنِ الْحُکمُ اِلاَّ لِلّٰہِ کا ماننے والا، حکمِ خدا کے خلاف کسی کا حکم کب مان سکتا ہے۔۔۔؟

چین و عرب ہمارا، ہندوستاں ہمارا

مسلم ہیں ہم، وطن ہے سارا جہاں ہمارا

مسلمان صرف خدا کا ہوتا ہے۔ منظم ہو جائے تو بہت بڑی اجتماعی قوت اور عظیم قومیت رکھتا ہے۔ مگر افسوس موجودہ مسلمانوں نے نہ خود کو سمجھا نہ اسلام کو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کے خلافتِ الٰہی کے مدعی ہر جانب کافروں کی پوجا کر رہے ہیں۔ ان کے ہر حکم کی تعمیل کرنے کے لیے تیار۔ نہ دین سے غرض نہ خدا اور سول سے مطلب۔

بالآخر کیا ہو رہا ہے؟۔۔۔وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ ، ان پر ذلت و افلاس کی مار ماری گئی اور وہ اللہ کی طرف سے مستحقِ غضب ہوئے، (سورۃ البقرہ: آیت 61)۔

صاحبو! ذرا اس پر غور کرو۔ دنیا میں انسان دھن دولت کماتا ہے۔ مکانات اور باغات بناتا ہے۔ اور خیال کرتا ہے کہ اس کا یہ گھر اور باغ ہمیشہ قائم رہے گا۔ لیکن ذُوالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ جب چاہتا ہے انقلاب برپا کر دیتا ہے۔ تالاب، کنوؤں اور نہروں کا پانی سوکھ جاتا ہے۔ گھر، چھتوں کو لے کر گر جاتے ہیں۔ تمام دھن دولت تباہ ہو جاتی ہے۔ انسان کے ہاتھ میں کچھ نہیں رہتا۔ وہ کفِ افسوس ملتا بیٹھا رہتا ہے۔ حکومت، اللہ کے سوا کسی کی نہیں رہتی۔ ہماری آنکھوں کے سامنے ہم نے کتنی عظیم الشان سلطنتوں کو ختم ہوتے دیکھا۔ گذشتہ جنگِ عظیم میں لاکھوں ہی نہیں کڑوڑں آدمی مارے گئے۔ کتنی ریاستیں نابود ہو گئیں۔ معلوم نہیں کہ آئندہ اور کیا ہونے والا ہے۔ آج کی یہ سلطنتیں بھی باقی رہتی ہیں یا نہیں۔ یاد رکھنا۔۔۔! سب کچھ ہو سکتا ہے۔

اللہ کی حکومت اَلْاٰنَ كَمَا كَانَ ہے۔ وہ تھی، ہے، اور رہے گی۔۔۔ وہ برحق ہے۔ اور وہی حق ہے۔ اللہ ہم کو غفلت کی نیند سے بیدار کرے۔

ہم سے لاکھوں ہی تری راہ میں برباد رہے

تو سلامت رہے کوچہ تیرا آباد رہے

{حوالہ تفسیر صدیقی - سورۃ الفاتحہ صفحہ 9 تا 12 اور پارہ 15 صفحہ 104، 105}